ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزاء ایماں ہو گئیں

(غالب)

برطانیہ میں دو عیدوں کی وجہ اختلاف

اور

اتحاد کی شرعی تجویز

اسلامی کونسل کی تشکیل

از قلم پروفیسر علامہ خالد محمودؒ صاحب ایم۔اے, پی۔ایچ۔ڈی۔

صدر جمعیت علماء برطانیہ ۱۹۷۴

شائع کردہ

شعبہ نشرواشاعت جمعیت علماء برطانیہ

68 Woodfield Road Birmingham
United Kingdom
This document can be obtained from ICOUK website at
www.moonsighting.org.uk

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

برطانیہ میں مطلع بیشتر ابر آلود CLOUDY رہتا ہے یہاں پہلی رات کا چاند انسانی کھلی آنکھ سے دیکھنا تقریباً ناممکن ہے اس صورت حال کا مسلمانوں کے مذہبی احکام پر جو چاند دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں براہ راست اثر پڑتا ہے دینی حلقوں کی گروہ بندیوں اور علماء سے بے نیاز رہنے کی الحادی کوششوں نے اس صورت حال کو اور پیچیدہ بنا دیا ہے رمضان کی ابتدا مختلف دنوں سے کرنا اور عیدیں بھی دو دو بلکہ بعض دفعہ تین تین کرنا مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کی ایک بہت بری تصویر ہے۔

رمضان کی ابتدا اور عیدوں کا تعین کرنے میں علیحدہ علیحدہ فتوے دینے والے اس تلخ حقیقت سے ناآشنا نہیں کہ دفتروں اور کارخانوں میں کام کرنے والوں پر عید کی چھٹی لینے میں اس صورت حال سے کیا گزرتی ہے پھر برطانیہ کی بین الاقوامی آبادی میں مسلمانوں کی یہ مذہبی تقریبات جب جگ ہنسی کا مورد بنتی ہیں تو بجائے خوشی کے ہماری قومی زندگی کا ماتم ہونے لگتا ہے۔ عید الاضحیٰ بھی اسی اختلاف میں گزرے تو پھر یہ ماتم محرم تک چلتا ہے۔

انسان مادی ترقی میں فضا کو عبور کر گیا لیکن افسوس کہ پیغمبرانہ عظمت کی روشنی میں زندگی کی راہ تلاش کرنے کے لئے اس کے پاس وقت نہیں۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا　　اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا!

جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا　　زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا!

پھر ہمارے نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقے کے سامنے اصل وجہ اختلاف نہیں ہوتی۔ ہر شخص اس اختلاف فتوے کی ایک انوکھی وجہ بیان کرتا ہے۔ اخبار کے مراسلہ نگار اپنے اپنے ذہن کے مطابق اس کی نئی نئی وجوہ سامنے لاتے ہیں۔ پھر ایسے مراسلہ نگار بھی ہوتے ہیں جو محض مراسلہ لکھنے کی خاطر اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں ورنہ موضوع کے مبادی کا انہیں کوئی علم نہیں ہوتا۔ تعبیریں اس قدر نکلتی ہیں کہ اصل خواب ہی بھول جاتا ہے۔

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا

ضروری ہے کہ اصل وجہ اختلاف سے عوام کو خبردار کیا جائے- جو امور اختلافی نہیں انہیں بھی بیان کر دیا جائے تا کہ جو لوگ وجہ اختلاف معلوم کئے بغیر اختلافات کو اور بڑھاتے ہیں اور ہر دینی طبقے پر بلا تمہید رائے زنی کی مشق کرتے ہیں ان کی اصلاح یا حوصلہ شکنی ہو۔ رویت ہلال اور رمضان و عیدین کے سلسلہ میں بہت سے بنیادی موضوعات پر اس انتہائے اختلاف کے باوجود اب بھی اتفاق موجود ہے- صرف ایک دو اختلاف ہیں، اور وہ بھی اپنا علمی پس منظر رکھتے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ اصل اختلاف واضح ہو جائے تا کہ اس پر مزید غور کیا جا سکے ممکن ہے، کوئی صورت اتحاد سامنے آجائے۔ اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے بھی ایک تجویز پیش خدمت ہے ہمارے نزدیک یہ تجویز محض ایک مصلحتی موقف نہیں، اس کا اپنی جگہ شرعی وزن ہے- اس کے باوجود جو طبقے ایک پلیٹ فارم پر فیصلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں, قوم کو ان کا محاسبہ کرنا چاہئے وہ خدا کے حضور میں بھی جواب دہی کے لئے تیار رہیں، ہم اس تجویز کو سامنے لا کر اپنی طرف سے اتمام حجّت کر چکے۔

ہم سعودی عرب کی حکومت اور علمائے مکہ کے خاص طور پر ممنون ہیں جنہوں نے اس تجویز کی ہمارے لئے راہ ہموار کی- علمائے مکہ کا یہ فتوی اس کتاب کے آخر میں ہدیہ قارئین ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

وہ حقیقتیں جن پر برطانیہ کی سب جماعتوں کا اتفاق ہے

۱- رمضان اور عیدین کے تعین میں اصل حکم شرعی پہلے چاند کی رویت VISIBILITY سے وابستہ ہے، چاند کی پیدائش BIRTH OF MOON سے نہیں، شریعت کی رو سے چاند کا وجود زیر بحث نہیں شہود مطلوب ہے۔

۲- چاند کی رویت سے مراد پہلی رات کے چاند کو انسانی کھلی انکھ سے دیکھنا ہے آلات سے دیکھنا نہیں اور زمین سے دیکھنا ہے, کہیں فضا میں جا کر نہیں۔

۳- چاند کی رویت اس طرح عام ہو کہ (ا) اسے جم غفیر دیکھ لے (ب) یا اسے چند لوگوں نے دیکھا ہو جو اس کے دیکھنے کی شرعی شہادت دیں (ج) یا کسی دوسرے علاقے میں دیکھا گیا ہو اور وہاں کی مبنی

بررویت فیصلے کی خبر یہاں پورے استفاضہ سے پہنچے. ان تین صورتوں میں سے کوئی صورت ہو چاند کی رویت کا اصول قائم رہتا ہے۔

۴- پچھلے مہینہ کے تیس دن پورے کرنے کے اصول پر اگلے چاند کا فیصلہ کرنا یہاں اسلئے مشکل ہے کہ پہلا چاند یہاں کسی مہینہ میں بھی آسانی سے نظر نہیں آتا- ظاہر ہے کہ بارہ کے بارہ مہینے تیس دن کے نہیں لئے جا سکتے۔

۵- دین فطرت کے فیصلے دقیق النظر کسبی علوم سے وابستہ نہیں، نظام فطرت سے ہم آہنگ ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے چاند کے سلسلے میں علم حساب سے مدد لینے کی تجویز کلیتہ رد فرمادی تھی[۱]

۶- OBSERVATORY والے چاند کی پیدائش BIRTH کی خبر صحیح دے سکتے ہیں لیکن اس کے دیکھا جا سکنے VISIBILITY کا فیصلہ ان کے لئے بھی مشکل ہے شفق کا پھیلاؤ TIME OF SPAN کے بارے میں بھی وہ قطعی رائے نہیں ہوتے ان کی آراء میں اختلاف موجود رہتا ہے[۲]

۷- قرآن کریم نے پہلی رات کے چاندوں کو مواقیت للناس والحج[۳] کہہ کر بتلادیا کہ مسلمانوں کے شرعی احکام چاند کے پیمانوں سے معلوم ہوتے ہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا کہ چاند کی رویت[۴] پر رمضان شروع کرو اور چاند کی رویت پر ہی اسے ختم کرو۔

سوال صرف یہ باقی رہتا ہے کہ اس ارشاد نبوت میں رویت سے مراد ہر علاقے اور اس کے قریب قریب عرض بلد کے ممالک کی اپنی رویت ہے یا دنیا کے کسی خطے کی رویت سے باقی ساری دنیا کے لئے رمضان اور عید ثابت ہو جاتے ہیں؟ اور ہر دو صورت اس حدیث کی دلالت اپنے مدعا پر قطعی ہوگی یا اجتہادی؟ ظاہر ہے سلف نے اس میں کسی ایک پہلو کی قطعیت کا دعویٰ نہیں کیا۔

پس اختلاف صرف یہ رہ جاتا ہے:-

۱- کسی اسلامی ملک کے "مبنی بررویت فیصلے" کی خبر اگر معتمد اور مستفیض طریق سے یہاں پہنچ جائے تو کیا وہ ہر حال میں یہاں کے لئے حجّت ملزمہ ہوگی؟ ہم صرف قریب کے اسلامی ملک کا فیصلہ

لیں یا کہیں سے بھی معتبر خبر آجائے ہم اس کے پابند ہوں گے؟ قریب اور بعید کے علاقوں کا حکم کیا ایک ہے؟

۲-دوسرے ملک کا مبنی بر رویت فیصلہ یہاں از خود حجّت اور نافذ سمجھا جائے یا جب یہاں کی رویت ہلال کونسل اس پر اعتماد کرے اور اس کی روشنی میں اپنا فیصلہ دے تو یہ فیصلہ یہاں کے لئے حجّت ملزمہ ہوگا؟

اسلامک کلچرل سنٹر لندن اور رویت ہلال کمیٹی جمعیت علماء برطانیہ کے فیصلوں میں اختلاف کا محور یہی دو نقطے ہیں اوّل الذکر زیادہ تر علماء مصر کے زیر اثر ہے جو شافعی المسلک ہیں ثانی الذکر علماء پاک وہند کے زیر اثر ہیں جو حنفی المذہب ہیں-اوّل الذکر اختلاف مطالعTIMES RISING DIFFERENT کا اعتبار نہیں کرتے، کسی ملک سے معتبر خبر آجائے وہ اس پر عمل کر لیتے ہیں لیکن ثانی الذکر حنفی علماء کرام قریب کے اسلامی ملک کے شرعی فیصلے کے خلاف دور کے اسلامی ملک کے فیصلے کو اپنے فیصلے کی اساس نہیں بناتے، وہ کہتے ہیں کہ دور کے مطالع کا عدم اعتبار صرف اسی صورت میں ہے کہ قریب کے مطالع کا شرعی فیصلہ اس کے خلاف نہ ہو۔

اصولی بات

اسلام دین فطرت ہے-اس کے تمام فیصلے اصول فطرت سے مطابقت رکھتے ہیں-اصولاً ہر خطہ زمین کے لوگ اپنے اپنے حالات کے تحت مخاطب ہیں، جب کہا جائے کہ سورج غروب ہوگیا ہے، مغرب کی نماز پڑھ لو تو اس سے مراد اسی جگہ کا غروب آفتاب SUNSET ہوگا-میونخ (جرمنی) سے کوئی شخص اپنے کسی دوست کو گلاسگو (سکاٹ لینڈ) فون کرے کہ یہاں سورج غروب ہو گیا ہے تو گلاسگو میں سورج اگر باہر ہے اور عصر کا وقت ہے تو یہاں اس وقت مغرب کی نماز پڑھنا کسی طرح درست نہ ہوگا، طلوع وغروب میں ہر خطے کے اپنے حالات پر عمل ہوگا۔

آنحضرت ؐ کا یہ فرمان کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر (عید) فطر کرو اسے بھی اسی انداز میں سوچنا چاہئے کہ ہر قوم اپنے حالات کے تحت مخاطب ہے، یہ نہیں کہ مشرقی ممالک کی رویت سے مغربی ممالک میں رمضان اور عیدین کے فیصلے دیئے جانے لگیں۔ہاں جو ممالک ایک عرض بلد یا قریب کے عرض بلد پر واقع ہوں یا جن ممالک میں چاند کا مطالع times Rising معمولی سا

اختلاف رکھتے ہوں ان ممالک میں ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لئے قابل اعتبار سمجھی جائے اور اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے تو یہ اور بات ہے لیکن کلکتہ کی رویت سے نیویارک میں فیصلے کرنا اس فطری اصول سے ہم آہنگ نہیں کیونکہ ہر قوم اپنے ہاں کے حالات کے تحت مکلّف اور مخاطب ہوتی ہے ۵

فقہاء کرام نے حج کی بحث میں لکھا ہے کہ جو لوگ حج پر نہیں آتے ان کے ایام قربانی ان کے اپنے ہاں کی قمری تاریخوں ۱۰۔۱۱۔۱۲ ذوالحجہ کے مطابق ہوں گے مکہ میں جب ۱۳ ذوالحجہ ہو اور وہاں وہ دن قربانی کا نہ ہو لیکن کسی اور خطّہ زمین میں اس دن چاند کی ۱۲ تاریخ ہو تو ان لوگوں کے لئے وہاں قربانی کرنا بالکل درست ہوگا کیونکہ وہاں کے حالات کے مطابق اس دن ۱۲ ذوالحجہ ہے جو قربانی کا دن ہے ٦ شریعت محمدی میں یہ بات کہیں نہیں ملتی کہ عید الاضحیٰ ہر ایک ملک میں اس سے اگلے دن ہو جس دن کہ عرفات میں حج ہے۔ عرفات کے حالات کے مطابق بیشک وہ ۹ ذوالحجہ کا دن ہے لیکن ضروری نہیں کہ اس دن دنیا کے ہر ملک میں ۹ ذوالحجہ ہو۔ پس جب عید الاضحیٰ شرعًا ۱۰ ذوالحجہ کو ہو تو دور کے ممالک میں عید الاضحیٰ اسی دن ہوگی جب وہاں کے مطابق ۱۰ ذوالحجہ ہو اور ایام قربانی وہاں کے مطابق ہی ۱۰۔۱۱۔۱۲ ذوالحجہ ہوں گے۔

اس سے انکار نہیں کہ روزے اور عید کے باب میں اختلاف مطالع TIMES RISING DIFFERENT کا اعتبار نہ کرنے کی چاروں مذاہب میں گنجائش ہے لیکن جہاں تک ائمہؒ مذاہب کا تعلق ہے اکثر اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں اور ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لئے لازم نہیں کرتے امام ابو حنیفہؒ اس کے عدم اعتبار کے قائل ہیں اور ایک جگہ کی رویت پر دوسری جگہ فیصلہ کرنا جائز سمجھتے ہیں اور ظاہر الروایہ یہی ہے لیکن ان کی مراد بھی اس وقت کے حالات کے مطابق ایک جگہ کی خبر دوسری جگہ پہنچ سکنے کے فاصلے کے پیش نظر معیّن کرنی چاہئے یہی وجہ ہے کہ علامہ کاسانی اور علامہ زیلعی جیسے جلیل القدر حنفی علماء اس عدم اعتبار اختلاف مطالع کو مسافت قریبہ سے مقید کرتے ہیں۔ آج کے حالات میں سفری سہولتوں ٹیلیفون اور لاسلکی پیغامات نے مشرق و مغرب کو ایک کر دیا ہے اور ایک کنارے کی خبر چند منٹوں میں دوسری کنارے تک جا پہنچی ہے تو کیا ایسے حالات میں بھی محض ایک جگہ کی رویت پر ساری دنیا کے رمضان اور عیدین ہونے لگیں گے؟ کیا اتنی مسافت بعیدہ میں بھی اختلاف مطالع کو نظر انداز کر دیا

جائیگا؟اور کلکتہ کی رویت پر نیویارک میں فیصلے دیئے جاسکیں گے؟امام ابو حنیفہؒ کی مراد عدم اعتبار اختلاف مطالع سے کیا اتنی ہی عام تھی؟یا ان کا فیصلہ اس وقت کے حالات کے مطابق انسانی رسائی کا انتہائی فاصلہ تھا؟جن حنفی فقہاء نے جیسے علامہ محمد علاؤالدین خصفکی(صاحب در محتار ۱۰۸۸ھ) علامہ ابن عابدین شامی(۱۲۵۳ھ)، امام صاحب کے عدم اعتبار اختلاف مطالع کو بالکل عام رکھا ہے انہوں نے مشرق و مغرب کے فاصلوں کو بھی اس عدم اعتبار میں بالکل نظر انداز کر دیا ہے لیکن یہ ان کی اپنی تشریح و تفصیل ہے،امام ابو حنیفہؒ سے یہ تفصیل منقول نہیں۔

فقہاء اور پیغمبر کے فیصلوں میں اصولی فرق

فقہاء سلف کے فیصلوں کی مراد ان کے زمانے کے حالات تک ان کے ذہنی پس منظر کو ملحوظ رکھ کر معلوم کرنی چاہئے،ہاں پیغمبروں کے ارشادات زمانے کے حالات اور ان کے ذہنی پس منظر پر مبنی نہیں ہوتے،نہ انکی اساس تجربات پر ہوتی ہے۔فقہاء کے فیصلے ان کے زمانے کے حالات اور پس منظر کی روشنی میں سرانجام پائے تھے پس ان کے فیصلوں کا عموم زیادہ سے زیادہ اس وقت کی ممکنات تک وسیع ہوسکے گا،عالم غیب کے نقشے ان کے سامنے نہیں ہوتے کہ اس وقت کی کونسی ناممکنات آئندہ ممکنات میں تبدیل ہونے والی ہیں۔مگر پیغمبروں کے علوم حالات و تجربات سے بالا،خزانہ غیب سے معمور اور ارائت ایزدی سے مربوط ہوتے ہیں-پیغمبرانہ ارشادات میں اجتہاد کی راہیں اور عمومات شرعی علوم کی بہتی ہوئی نہریں ہیں لیکن ائمہ کے ارشادات فقہاء متاخرین کی تخریجات میں محض عموم کے سہارے یہ ابدیت نہیں رکھتے،ان کے فیصلوں کی مراد ان کے زمانے کے حالات اور پس منظر کے پیش نظر معلوم کرنی ہوگی۔

امام ابو حنیفہؒ نے بیشک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا لیکن اس عدم اعتبار کو اس وقت کے حالات اور طی مسافت کے آلات کے پیش نظر معین کرنا چاہئے۔علامہ کاسانی ؒ(۵۸۷ھ) علامہ فخرالدین زیلعی،شاہ ولی اللہ محدث دہلوی،علامہ انور شاہ کشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی اس عدم اعتبار کو عام نہیں رکھتے،مسافت قریبہ سے مقید کرتے ہیں-ان حضرات نے بعید کے فاصلوں میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے اور ہندوستان اور پاکستان میں آج اسی پر عمل ہے۔

ان سطور سے ہماری غرض کسی ایک نظریے کی تائید یا تردید نہیں، مقصد یہ ہے کہ ہر دو نظریئے برطانیہ کے عام مسلمانوں کے سامنے آجائیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ رمضان اور عیدین کے دو دو فیصلوں کے پس پشت کون کون سے نظریات کار فرما ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر دو نظریئے اپنا علمی پس منظر رکھتے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار یا عدم اعتبار ایک فقہی اور اجتہادی مؤقف ہے، قرآن وسنت کی نصوص میں اس موضوع پر قطعی درجہ میں کوئی حکم نہیں ملتا، ہر دو طرف فقہاء کی جماعتیں موجود ہیں کسی مسئلے کا مفتی بہ ہونا قطعی نہیں ہوتا، اختلاف زمان ومکان سے فتوے مختلف بھی ہو جاتے ہیں مفتی بہ اپنے وقت میں بھی محض ایک راجح درجہ رکھتا ہے ہم اسے حجّت قطعی اور اجماعی حکم کا مقام نہیں دے سکتے۔

برطانیہ میں شرعی فیصلوں کی صورت حال

برطانیہ میں مختلف فیصلوں کی وجہ اختلاف آپ کے سامنے ہے، اب اس کی صورتحال دیکھئے۔

۱۔ اسلامی کلچرل سینٹر لندن علماء مصر کے زیر اثر ہے جو شافعی رجحان رکھتے ہیں امام شافعی رحمہ گو اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے تھے مگر شافعی مذہب کے متاخرین اس کے عدم اعتبار کی طرف مائل ہو گئے ہیں اسلامک کلچرل سینٹر لندن کے یہ علماء اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے، قاہرہ ریڈیو سے جوں ہی اعلان ہو وہ اس کے مطابق یہ اعلان کر دیتے ہیں۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اتنا عام رکھتے ہیں کے مشرق کی رویت اور فیصلے کو مغرب کے لیے بھی حجت سمجھتے ہیں اور دوسرے علماء کا نظریہ یہ ہے کہ ہر خطہ کے لوگ اپنے ہاں کے حالات سے مخاطب ہونے چاہیے، یہ نہیں کے طلوع اور غروب میں اپنے یہاں کے حالات کلیۃً نظر انداز کر دیے جائیں۔

۲۔ جمیعۃ علمائے برطانیہ کی رویت ہلال کمیٹی علمائے پاک وہند کے زیر اثر ہے اور حنفی المذہب ہے یہ علماء بعید کے ممالک میں اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں اور قریب کے اسلامی ممالک میں اختلاف مطالع کو معتبر نہیں سمجھتے، یہ اپنے فیصلوں میں مراکش کے فیصلے کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ مراکش میں فیصلہ، اصول رویت پر وہاں کے علماء اور حکومت کی سرپرستی میں ہوتا ہے، اس کی سرکاری تصدیق جمیعۃ کے دفتر برمنگھم میں موجود ہے وہاں کا فیصلہ جانی پہچانی آواز سے استفاضہ کے

ساتھ یہاں وصول ہوتا ہے اسی کی روشنی میں رویت ہلال کمیٹی یہاں فیصلہ کرتی ہے۔ یہ علماء رویت ہلال کمیٹی کے اپنے فیصلے کے بغیر کسی بیرونی فیصلے کو از خود حجّت ملزمہ نہیں سمجھتے، قریبی اسلامی ملک کے شرعی فیصلے دو تین علیحدہ علیحدہ ذرائع سے حاصل کر کے خبر مستفیض کے درجے میں ملے تو انہیں اپنے فیصلے کے لیے معاون اور قابل قبول سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانان برطانیہ کے لیے بیرونی فیصلے نہیں، رویت ہلال کمیٹی کا اپنا فیصلہ حجّت ہوتا ہے۔

جمیعت علماء برطانیہ نے ۱۹۷۲ء میں بریلوی مسلک کے انجمن تبلیغ الاسلام (بریڈفورڈ) سے رمضان وعیدین کے ایک فیصلے کے لیے اتحاد کیا تھا۔ یہ اتحاد اس بنیاد پر تھا کہ اہل سنت والجماعت کی یہ دونوں جماعتیں حنفی المذہب ہیں اور دونوں کی فقہ ایک ہے اور یہ کہ دونوں فریق مراکش کے فیصلے کو دو تین علیحدہ علیحدہ ٹیلیفونوں سے لے کر، اس کے مطابق یہاں فیصلہ کرنا درست سمجھتے ہیں۔ ان دونوں جماعتوں کی پہلی میٹنگ 8 oct 72 کو ہاورڈ سٹریٹ بریڈفورڈ کی مسجد میں ہوئی اور دونوں جماعتوں نے ایک ساتھ رمضان شروع کیا، پھر دوسری میٹنگ ۷ نومبر کو ۶۸ ساؤتھ فیلڈ سکوائر میں منعقد ہوئی اور ایک دن عید کی گئی۔ پھر ۱۹۷۳ء میں اسی طرح ایک ساتھ رمضان شروع کیا گیا اور پھر عید الفطر کا فیصلہ بھی ایک ہی ہوا۔ اس اتحاد کا پورے برطانیہ میں بہت اچھا اثر رہا کہ پاک وہند کے اہل سنت الجماعت دونوں جماعتیں رمضان اور عیدین کے فیصلوں میں متحد ہو گئی ہیں۔ مگر افسوس کہ ۱۹۷۴ء کی عید الاضحی کے موقع پر ایک غلط فہمی دونوں جماعتوں کو پھر ایک دوسرے سے دور لے گئی. ۴ جنوری جمعہ کو عید تھی مگر تبلیغ الاسلام والوں نے ہفتہ کے دن عید کی کیونکہ اس دن چھٹی تھی۔

اب اور کئی گروہ بھی علیحدہ علیحدہ رویت ہلال کمیٹیاں بنانے کا شوق کر رہے ہیں تاہم اس سے انکار نہیں کہ برطانیہ میں اسلامی کلچرل سنٹر لندن اور جمیعت علمائے برطانیہ ہی وہ قدیم ادارے ہیں جن کے علماء کے فیصلوں پر برطانیہ میں دس پندرہ سال سے رمضان اور عیدین کے فیصلے ہو رہے ہیں، خدا کرے کہ نئی نئی کمیٹیاں بنانے کا شوق کرنے والے انہی پرانی جماعتوں میں مدغم ہو کر دین کی خدمت کریں تاکہ مسلمانوں میں مزید پھوٹ نہ پڑے اور خدا کرے کہ یہ دونوں قدیم ادارے بھی آپس میں متحد ہو جائیں۔

نظم وضبط قدرت کا عطیہ

اگر عامۃ المسلمین خود اس اتحاد کے لئے کوشش نہ کریں اور اس دینی محنت کے لیے آگے نہ آئیں، محض باتوں اور اخبارات میں ائمہ مساجد، علماء اور زعماء کو کوستے رہیں تو دو عیدوں کے انتشار سے

کبھی نہ نکل سکیں گے۔ اختلافات کو اخبارات وجرائد میں ہوا دینا دین وملت کی کوئی خدمت نہیں۔ تعمیری طریق کار یہ ہے کہ رمضان وعیدین کا فیصلہ کرنے والے مختلف اداروں کو ایک اصول پر متحد کرنے اور ایک جگہ جمع کرنے کے لئے جدوجہد کریں، اس سلسلے میں صرف خطوط ومراسلات کافی نہ ہونگے، ان اداروں کے سربراہوں سے ذاتی ملاقاتیں اور تبادلہ افکار بھی ضروری ہیں۔ یہ ایک بڑی دینی محنت ہے کہ ان میں ایک دوسرے سے نفرت کی بجائے الفت کی آبیاری کی جائے۔

اگر یہ خیرخواہان ملت یہ دینی محنت اور اس کے لئے تگ ودو نہیں کر سکتے تو پھر ان کے لیے بیان بازی کی بجائے یہ بہتر ہے کہ اپنے اپنے حلقے کے فیصلے کو اپنے اپنے ہاں قبول کر لیا کریں اور منتظر رہیں کہ کوئی اور بندہ خدا اس دینی محنت میں آگے بڑھے اور کامیاب ہوجائے۔ صورت اختلافات کو اخبارات میں لا لاکر دوسری قوموں میں مزید جگ ہنسی ہوتی ہے۔

اتحاد کی ایک تجویز

اسلامی کونسل کی تشکیل

جو اختلاف نصوص قطعیہ پر مبنی ہوں ان میں اتحاد کی کوئی صورت نہیں ہوتی، ایک فریق حق پر ہوتا ہے اور دوسرا گمراہ، مگر جو اختلاف اجتہادی امور میں ہوں اور دونوں آراء اپنی جگہ علمی وزن رکھتی ہوں اور حاکم شرع ان میں سے کسی ایک کے حق میں فیصلہ کردیں تو پھر اختلاف سے بچنا اور اس کے فیصلے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ اس طریق سے مسلمان اختلاف سے بھی نکل آتے ہیں اور ایک نظام بھی قائم رہتا ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ مسلم اولالامر کی اطاعت بھی اپنے ایمان لانے والوں پر لازم کی ہے [۸] ہاں یہ ضروری ہے کہ اولی الامر کا یہ فیصلہ خدا اور اس کے رسول کے کسی فیصلے کے خلاف نہ ہو۔

جن ممالک میں مسلمان والیٔ حکومت نہ ہو وہاں کے مسلمان اسلامی احکام کی بجاآوری کیلئے مسلمان والیٔ حکومت کے قائم مقام کوئی سربراہ مقرر کرسکتے ہیں۔ اس سربراہ کا فیصلہ اجتہادی امور میں سے ایک کو راجح کرنے اور اپنانے میں وہاں کے تمام مسلمانوں کے لئے واجب تعمیل ٹھہرے گا اور مسلمان اختلاف سے بچ جائیں گے۔ [۹] ہاں اگر وہاں کے مسلمان کسی ایک سربراہ پر متفق نہ ہوسکے تو پھر ان

کو چاہیے کہ وہ ایک اسلامی کونسل تشکیل کریں پھر وہ کونسل اسلامی احکام کی بجا آوری کے لئے جو فیصلہ صادر کرے وہ اجتہادی امور کے غالب پہلو کو معین کر دے گا اور وہاں پوری قوم کے لئے حجّت ہو گا۔

یہ اسلامی کونسل اختلاف مطالع کا اعتبار یا عدم اعتبار کے بارے میں جو فیصلہ کرے اس پر عمل، اختلاف سے نجات اور تقاضہ شریعت پر عمل مقصود ہو گا۔ اس اسلامی کونسل میں وہ سب امور ملحوظ ہونے چاہئیں جو مسلم ممالک میں احکام شریعت کی بجا آوری کے لئے اسلامی سربراہ میں ہونے لازمی ہیں۔

۱۔ اسلامی کونسل کے ارکان وہ ہونے چاہئیں جو رمضان اور عیدین کے سلسلے میں رویت ہلال کے جملہ مسائل اور اس کے بارے میں قرآن وسنت کی ہدایات پر پوری طرح نظر رکھتے ہوں۔

۲۔ اختلاف مطالع کے باب میں وہ مختلف مذاہب اور انکے دلائل سے بخوبی واقف ہوں اور اتنی علمی استعداد رکھتے ہوں کہ مسائل کو ان کی اصل مآخذوں سے دیکھ سکتے ہوں اور دکھا سکتے ہوں۔

۳. اختلاف مطالع کے اعتبار اور عدم اعتبار کو وہ صرف اجتہادی درجہ دیتے ہوں، اس طرح قطعی نہ سمجھتے ہو کہ کسی ایک موقف کو چھوڑنا ان کے لیے جائز ہی نہ ہو۔

۴۔ ان ارکان کے نزدیک قرآن وسنت کے بعد مسلم والیٔ حکومت (اور اس کی عدم موجودگی میں متفقہ اسلامی سربراہ یا متحدہ اسلامی کونسل) کا فیصلہ حجّت اور نظام شریعت کی ایک کڑی سمجھا جائے۔

۵- اس اسلامک کونسل کے ارکان جملہ مسلمانان برطانیہ کی نمائندگی کرتے ہوں اور انکا فیصلہ انکے اپنے اپنے حلقے میں انکے علم اور اثر ونفوذ کے باعث تسلیم کیا جاتا ہو۔

برطانیہ میں اسلامک کلچرل سنٹر لندن، جمعیت علماء برطانیہ، انجمن الاسلام بریڈ فورڈ اور بنگلہ دیش مسلم ایوسی ایلشن کی متحدہ اسلامی کونسل کا فیصلہ مسلمانان برطانیہ کے لیے یقیناً لائق تسلیم ہوگا۔ برطانیہ کے مسلمان اپنے اپنے حلقوں میں اپنے اپنے علماء اور زعماء، اپنی اپنی جماعتوں اور مساجد و مدارس چلانے والی اسوسی ایشنوں پر زور دیں اور انہیں اس اسلامی کونسل کی تشکیل پر نہ صرف آمادہ کریں بلکہ مجبور کر دیں تو یہ اسلامی کونسل آج بھی مسلمانان برطانیہ کے منتشر شیرازے کو متحد اور یکجا کر سکتی ہے۔ سب مسلمان متحد ہو کر ایک ہی دن سے رمضان شروع کریں اور ایک ہی دن عید کریں تو یہاں دیار غیر میں ہماری ایک قومی زندگی کا یہ بڑا ثبوت ہو گا۔

جمعیت علماء برطانیہ اور انجمن تبلیغ الاسلام بریڈفورڈ

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ۸/اکتوبر مطابق ۲۹ شعبان ۱۳۹۲ھ کو جمعیت علماء برطانیہ اور انجمن تبلیغ اسلام بریڈفورڈ کا مشترکہ اجلاس ۳۰ ہاورڈ سٹریٹ کی مسجد میں منعقد ہوا تھا۔ فریقین نے رمضان اور عیدین کے لئے مشترک لائحہ عمل طے کیا تھا وہ درج ذیل ہے۔

بالاتفاق طے پایا کے ہم سب اصولاً "فقہ حنفی کے پابند ہیں اور رمضان وعیدین کا فیصلہ ہم فقہ حنفی کی روشنی میں کریں گے، اس سلسلہ میں چند رہنما اصول ہم میں متفق علیہا ہیں

۱- جہاں اختلاف مطالع ایک یا ایک سے زیادہ دن پر منتج ہو، اس مسافت بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے اور جہاں اس سے کم مسافت ہو وہاں کے اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں اور مراکش اور لیبیا جیسے قریب المطالع ممالک کی رویت اور فیصلے پر ہم یہاں انگلینڈ میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔

2۔ ایک ملک کے علماء کا فیصلہ اس ملک کی حدود میں تو از خود توحجّت ہے لیکن دوسرے ملک میں مختلف الولایت ہونے کے سبب اس دوسرے ملک میں وہاں کے علماء کے فیصلے کے بغیر از خود حجّت نہیں۔۔ قریب المطالع ممالک کے شرعی فیصلے کو اگر معروف ٹیلیفونوں سے وصول کیا جائے اور علماء اسے صحیح خبر قرار دے دیں تو اس اطلاع پر ہم یہاں انگلینڈ میں رمضان کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

پھر ۷/نومبر بروز منگل دونوں فریق ۶۹/۶۸ ساوتھ فیلڈ اسکوائر میں بعد نماز مغرب جمع ہوئے اور ۸/اکتوبر کے رہنما اصولوں کی توثیق کرتے ہوئے مراکش کی خبر مستفیض پر ایک دن عید کرنے کا فیصلہ ہوا۔ ۱۹۷۳ء کے بھی ہر دو موقعوں پر ایک ساتھ رمضان شروع کیا گیا اور ایک ہی دن عید کی گئی۔ امید ہے کہ اس اساس پر آیندہ بھی اشتراک واتحاد کی فضا قائم رکھی جائے گی۔ اشتراک عمل کی اس تحریر پر انجمن تبلیغ اسلام کے مولانا ابوالمحمود نشتر خطیب مسجد لمب لین بریڈفورڈ نے دستخط فرمائے تھے اور یہ تحریر ہمارے رویت ہلال کمیٹی کے ریکارڈ میں اب بھی محفوظ ہے۔

اس گزارش کا حاصل یہ ہے کہ اگر سردست اسلامک کلچرل سنٹر لندن کے عرب حضرات ہماری اسلامک کونسل کی تجویز پر عملاً آمادہ نہ ہوں تو کم از کم ہم حنفی فقہ پر عمل کرنے والے اس دینی اور قومی مرحلے پر ضرور جمع ہو جایا کریں خصوصاً جبکہ پہلے بھی ایسے اہم موقعوں پر جمع ہوتے رہے ہیں اور ہمارے اس

اشتراک عمل کا برطانیہ کے مسلمانوں پر بہت اچھا اثر رہا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان میں بھی ایسے مواقع پر اہلسنت کے ان دونوں فریقوں میں کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوتا تو یہاں غیر قوموں کی منڈی میں اسلام کی ان مرکزی تقریبات پر فرقہ بندی کرنا ہمیں کسی طرح زیبا نہیں۔ اللھم الف بین قلوب المسلمین و اصلح ذات بینھم وانصرھم علی عدوک وعدوھم۔

اب ہم سعودی عرب کا وہ فتویٰ پیش قارئین کرتے ہیں جو دو عیدوں کے اختلاف کو ختم کرنے کے لیے اسلامی کونسل کی تشکیل میں ہماری تجویز سے ہم آہنگ ہے

فتویٰ علماء مکہ معظمہ ممبران مستقل کمیٹی سائنٹفک ریسرچ و قضا شرعی

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

سائنٹیفک ریسرچ اور قضا کی مستقل کمیٹی نے اس سوالنامہ پر غور کیا ہے جو نیر الحق پاکستانی کی وساطت سے اسلامک سنٹر لندن نے سائنٹفک ریسرچ قانون اور نشر و تبلیغ کے محکمہ جات کے صدر President کی خدمت میں بھیجا ہے یہ سوال نامہ سینئر فقہا کے سیکریٹریٹ جنرل نے ۲/۱۳۳ مورخہ ۱۹/ محرم

۱۳۹۲ھ موافق ۵/ مارچ ۱۹۷۲ء کے تحت پیش کیا ہے۔

سوالات مع جوابات درج ذیل ہیں۔

سوال ا۔ دنیا کے کسی ملک میں رمضان شروع کرنے کے لیے دوسرے اسلامی ملک کی رویت ہلال پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ اس پر مبنی خبر رمضان اور عید الفطر کے لیے حجت ملزمہ ہو گی یا نہیں؟

جواب ا۔ تمام فقہا متفق ہیں کہ نئے چاند کے مطالع (دنیا کی مختلف ممالک میں اوقات طلوع) واقعی مختلف ہیں اور یہ بات حساً اور عملاً سب کو معلوم ہے۔ لیکن مختلف ممالک کے اس اختلاف مطالع کو رمضان شروع کرنے ختم کرنے میں ملحوظ رکھا جائے یا نہ؟

اس میں فقہا کی رائے مختلف ہے کچھ فقہا کہتے ہیں کہ رمضان شروع کرنے اور ختم کرنے کے فیصلے میں اختلاف مطالع کو پیش نظر رکھا جائے اور بعض فقہا کی رائے ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے۔ فقہا کے ہر فریق نے قرآن و حدیث اور فقہسے شہادت پیش کی ہے اور اپنے موقف کی

تائید میں کئی پہلوؤں پر انہوں نے ایک ہی عبارت پیش کی ہے مثلاً یہ آیات. فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ترجمہ (جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پائے اس پر لازم ہے کہ اس کے روزے رکھے) اور يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ. ترجمہ۔ (تجھ سے پوچھتے ہیں حال نئے چاند کا- آپ کہہ دیں کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کے لئے) اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرؤیتہ الھلال وأفطروا لرؤیتہ (.نیا چاند دیکھ کر روزوں کی ابتدا کرو اور نیا چاند دیکھ کر ہی عید الفطر کرو)

ہر فریق اس متن کی مختلف تشریح کرتا ہے اور اسے منطبق کرنے میں مختلف رائے رکھتا ہے سوال مجموعی طور پر ایک اصولی موضوع ہے جس میں مستقل آراء کی گنجائش ہے اسی وجہ سے فقہا، ماضی میں بھی اور اب بھی اس میں مختلف رائے رکھتے ہیں پس ہر ملک کے رہنے والوں کو اختیار رہے کہ وہ تیسویں رات اگر نیا چاند نہ دیکھ سکیں تو وہ مختلف مطلع (وقت طلوع) رکھنے والے دوسرے ملک کی رویت پر بشرطیکہ وہاں اس کے مطابق فیصلہ ہو چکا ہو (اپنے رمضان کا) فیصلہ کر لیں یا اختلاف مطلع کی بنا پر اس فیصلے سے متفق نہ ہوں۔ اختلاف رائے میں پھر انہیں والئی حکومت کا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو، فیصلہ تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ مسلم والئی کا مسئلے کے (مذکورہ بالا) دونوں پہلووں میں سے کسی ایک کو اپنا لینا اختلاف رائے کو ختم کر دیتا ہے اور قوم پر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ والئی حکومت اگر مسلمان نہ ہو تو وہاں کے مسلمانوں کو اپنے ملک کی اسلامی کونسل کا فیصلہ ماننا چاہیے تاکہ ان کے یہاں رمضان اور عید کی نمازوں میں یکسانیت رہ سکے۔

سوال ۲۔ سعودی عرب مصر شام لبنان اردن اور یمن کا انگلینڈ کے وقت سے تقریبا دو گھنٹے کا فرق ہے ان ممالک میں سے کسی ملک میں چاند ہونا طے پایا جائے تو ھم انگلینڈ میں اس کے مطابق عمل کر سکیں گے؟ اور رمضان شروع کر سکیں گے؟ یا ہم سے روزے سے شروع کرنے کے لیے چاند دیکھنے کی ہی توقع کی جائے گی؟

جواب ۲۔ پہلا اور دوسرا سوال ایک ہی موضوع سے متعلق ہیں ہمارے پہلے جواب کو اس سوال پر بھی حاوی سمجھا جائے۔

سوال ۳۔ نیا چاند اپنی پیدائش سے 30 گھنٹے تک انسانی کھلی آنکھ سے نظر آنے کے لائق نہیں ہوتا اور یہاں کے موسمی حالات کی وجہ سے اسے دیکھ لینا اور بھی ناممکن ہے۔ مطلع کی صورتحال کو ملحوظ رکھتے ہوئے انگلینڈ کے مسلمان کیا علم ہیئت astronomy کے نتائج پر نیا چاند دیکھا جاسکنے کے متوقع وقت اور آغاز رمضان کا تعین کرسکتے ہیں؟ یا رمضان شروع کرنے کے لیے چاند دیکھنا ہی ضروری ہے؟

جواب ۳۔ یہ آلات رصد یہ چاند دیکھنے کے لئے استعمال ہوسکتے ہیں لیکن علم ہیئت astronomy پر رمضان شروع کرنے اور عید الفطر کرنے کے لیے اعتماد کرنا جائز نہیں، اللہ تعالی نے یہ طریقہ قرآن اور حدیث میں مقرر نہیں کیا بلکہ لازم کیا کہ روزوں کا آغاز ہم رمضان کا نیا چاند دیکھ کر کریں اور روزوں کو ختم کرنے اور عید کرنے کے لئے شوال کا نیا چاند دیکھیں۔ اللہ تعالی نے نئے چاندوں کو لوگوں کے معاملات اور حج کے لئے مقررہ اوقات کی نشانیاں بتایا ہے جن کے بغیر مسلمان اپنے دینی کاموں کے لیے جن میں روزے، عیدین، حج، ایام تشریق، عدت طلاق وغیرہ سب آجاتے ہیں، اوقات کا تعین نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ جو شخص اپنے وطن میں اس مہینے کو پائے (حاضر ہو) وہ اس کے روزے رکھے اور يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ وہ تجھ سے پوچھتے ہیں نئے چاند کے بارے میں آپ کہدیں کہ وہ مقررہ اوقات کی نشانیاں ہیں لوگوں کو بتانے کے مقررہ اوقات کے تعین کے لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صوموا لرؤیتہ الھلال وأفطروا لرؤیتہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔

پس جو لوگ چاند کو اپنے مطلع پر جب کہ وہ صاف یا ابر آلود ہو دیکھ نہ سکیں تو اگر چاند مختلف مطالع رکھنے والے دوسرے ممالک میں کہیں نظر نہ آیا ہو تو وہ مہینہ 30 دن کا پورا کریں۔ چاند کی رویت, اختلاف مطلع رکھنے والے کسی دوسرے ملک میں تسلیم ہوچکی ہو تو اس سلسلے میں اپنے ملک کے مسلم والئی کے فیصلہ کو روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے میں تسلیم کیا جائے کیونکہ اس کا فیصلہ ہی فقہاء کے اختلاف مطالع کے اعتبار اور عدم اعتبار کو طے کرسکتا ہے۔ اگر اس ملک میں مسلم والئی نہ ہو تو انہیں مرکز اسلامی کی کونسل کے فیصلے پر عمل کرنا چاہیے کہ مختلف مطلع رکھنے والے دوسرے ممالک کی رویت پر رمضان کا آغاز کیا جائے یا مطالع مختلف ہونے کی بنا پر دوسرے ممالک کی رویت پر یہاں روزے شروع نہ کیے جائیں؟ (اس کا جو فیصلہ اسلامی کونسل کرے وہ سب کے لئے لائق تسلیم اور اختلاف ختم کرنے میں حجّت ہوگا)

سائنٹیفک ریسرچ اور قضا شرعی کی مستقل کمیٹی

ممبران:- عبد اللہ بن سلیمان بن منیع

عبد اللہ بن عبد الرحمن بن غیدان

(دستخط)عبد الرزاق عفیفی (وائس چیرمین)

حوالہ جات۔ (References)

حوالہ۔۱ صحیح بخاری جلد۳ص۳۵مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کا معنی یوں لکھا ہے فالمعنی ان العمل علی مایعتادہ المنجمون لیس من ہدیتنا وسنتنا بل علمنا یتعلق برویۃ الھلال (مرقاۃ جلد۴ص۲۴۴)ترجمہ:- علم ہیئت کے طریقے پر عمل کرنا ہمارا طریقہ اور ہماری سنت نہیں ہمارا علم رویت ہلال چاند کے دیکھا جانے سے وابستہ ہے- علامہ شامی لکھتے ہیں ان الشارع لم یعتمد الحساب بل الغاہ بلکلیۃ (شامی جلد۱ص۱۲۶) ترجمہ:- آنحضرت ؐ نے اس سلسلہ میں علم حساب سے اعتماد نہیں, اسے کلیۃً رد فرمایا ہے.

حوالہ۔۲ چوتھی صدی ہجری میں نجوم وفلکیات کا مشہور امام علامہ ابوریحان البیرونی ماہرین فن کا اجتماعی نقطہ نظریہ بتلاتا ہے کہ آلات رصدیہ کے نتائج یقینی نہیں ہوتے (دیکھئے الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ ص۱۹۸)اماقول المنجمین فھو وان کان مبنیاً علی قواعد دقیقۃ فانا نراہ غیر منضبط بدلیل اختلاف آراھُم فی غالب الاحیان (الفقۃ علی المذاہب الاربعہ ص۵۵۱)ترجمہ:- علم ہیئت والوں کا طریق اگرچہ بہت سے باریک قواعد پر مبنی ہے لیکن ابھی تک یہ طریق ایک ضابطے میں نہیں آسکا- اس فن کے ماہرین اکثر اوقات اپنے نتائج CONCLUSION میں مختلف رہتے ہیں- امام اعظم، امام مالک اور امام احمد کا فیصلہ بھی یہی ہے اور اصح قول کے مطابق امام شافعی بھی اسے عموم الناس پر حجّت نہیں سمجھتے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ امت امیّہ کا نظام علوم مکتبہ سے بے نیاز ہے (حجّتہ البالغہ جلد۱ص۸۸)۔

حوالہ۔۳ پ۲البقرہ ع۲۴ترجمہ:- تجھ سے پوچھتے ہیں حال نئے چاند کا, آپ کہہ دیں کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کے لئے- امام ابو بکر جصاص رازی (۳۷۰ھ) لکھتے ہیں کہ فعلّق الحکم فیہ برویت

الاھلة ولما کانت ھذہ العبادة من الکلیہ لم یجز ان یکون الحکم فی متعلقاً بما ھو الا الخواص من الناس (احکام القرآن جلد ا ص ۲۳۶)

حوالہ۔۴ صحیح بخاری جلد ۳ ص ۳۴ صحیح مسلم جلد ا ص ۳۴۷)

حوالہ۔۵ علامہ فخر الدین زیلعیؒ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں والا شبہ ان تعتبر لان کل قوم مخاطبون بما عندھم (شامی جلد ۲ ص ۳۲۱) دلیل کے زیادہ قریب یہ بات ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے کیونکہ ہر قوم اپنے ہاں کے حالات کے تحت مخاطب ہوتی ہے۔علامہ ملّا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ لان السبب شھود الشھر فاذا انعقد بالرؤیت فی حق قوم لا یلزم ان ینعقد فی حق غیرھم مع اختلاف المطالع کما لو زالت الشمس او غربت علی قوم دون آخرین ... الظھر او المغرب علی الاولین دون اولٰئک لعدم انعقاد السبب فی حقھم واختار صاحب التجرید وغیرہ من المشائخ اعتبار اختلاف المطالع (شرح نقایہ جلد ا ص ۱۷۲) ترجمہ:-روزہ فرض ہونے کا سبب رمضان کا پایا جانا ہے جب یہ شہود کسی ایک قوم کے حق میں ثابت ہو جائے تو ضروری نہیں کہ اختلاف مطالع رکھنے والے دوسرے خطہ زمین پر بھی رمضان کا چاند ثابت مانا جائے جیسے سورج کسی ایک خطے والوں پر ڈھل جائے یا غروب ہو جائے تو ظہر یا مغرب کی نماز صرف اسی خطہ والوں پر لازم ہوگی نہ کہ سب پر کیونکہ دوسروں کے حق میں ابھی انعقاد سبب نہیں پایا گیا۔صاحب تجرید کا یہی فیصلہ ہے اور کئی مشائخ ان کے ساتھ ہیں ——راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بھی دور کے ممالک میں اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں (دیکھیے المصطفٰی شرح مؤطا جلد ا ص ۲۲۶)

حوالہ۔۶ الظاھر انھا کاوقات الصلوٰۃ یلزم کل قوم العمل بما عندھم فتجزئ الاضحیۃ فی الیوم الثانی عشر وان کان علی فی رؤیا غیرھم ھو الثالث عشر (شامی جلد ۲ ص ۱۳۲) ترجمہ:- جس طرح نماز کے اوقات ہر جگہ کے اپنے اپنے ہیں اس طرح قربانی کے باب میں بھی ہر خطے میں ان کے اپنے ہاں کے حالات کے مطابق عمل ہوگا ان کے ہاں جب ۱۲ ,ذوالحجہ ہوگی تو وہ قربانی کر سکیں گے اگرچہ اور علاقوں کے اعتبار سے اس دن ۱۳ ,ذوالحجہ ہو۔

پس جو لوگ عید قربان ہر حال میں مکہ کے یوم حج سے اگلے دن کرنا چاہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں قربانی حج کا تتمہ نہیں،عید الاضحی ایک مستقل عبادت ہے اور اس وقت سے (حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واقعہ قربانی سے) چلی آتی ہے جب خانہ کعبہ تعمیر بھی نہ ہوا تھا اور نہ اس

وقت حج کی کوئی صورت تھی۔ خانہ کعبہ اس واقعہ قربانی کے بہت بعد حضرت ابراھیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے تعمیر کیا تھا۔ پس قربانی کو ہر حال میں حج سے جوڑنا اصولاً درست نہیں۔

حوالہ۔۷ ان مطالع البلاد عند المسافۃ الفاحشۃ تختلف فیعتبر فی کل اھل بلد مطلع بلادھم دون الآخر

(البدائع والصنائع جلد ۲ ص ۸۳)

حوالہ۔۸ ان الاطاعۃ الامام فیما لیس بمعصیۃ واجبۃ (شامی جلد ۱ ص ۷۸۰) جو بات گناہ نہ ہو اس میں امام کے حکم کی اطاعت واجب ہے۔ پھر دوسرے مقام پر لکھا ہے۔ طاعۃ الامام عادلا کان او جائزا اذا لم یخالف الشرع (شامی جلد ۳ ص ۴۲۸)

حوالہ۔۹ علامہ نسفی (۵۳۷ھ) عقائد میں لکھتے ہیں والمسلمون لابدّ لھم من امام لیقوم بتنفیذ احکامھم ترجمہ:۔ ضروری ہے کہ مسلمانوں کے لئے احکام شریعت کے نفاذ کے لئے کوئی والئی ہو (ص ۱۸۱ طبع مصر) ہاں اگر سلطنت کفار کے باعث مسلم والئی نہ ملے تو مسلمان باہمی مشورہ اور رضامندی سے کسی کو والئی منتخب یا مقرر کر لیں جس کی اجازت سے وہاں جمعہ اور عیدین قائم ہو۔ علامہ ابن ہمام (۸۶۱ھ) سے منقول ہے ولو فقد وال لغلبۃ کفار وجب علی المسلمین تعیین وال وامام للجمعۃ (در مختار بحاشیہ شامی جلد ۴ ص ۴۲۷) ترجمہ:۔ اگر غلبہ کفار کے باعث مسلم والئی نہ ملے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ ادائے جمعہ کے لئے امام اور والئی مقرر کر لیں۔ مبسوط میں ہے یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین علیھم ان یلتمسوا والیاً مسلماً (شامی جلد ۱ ص ۷۵۴) پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں واما بلاد علیھا ولاۃ کفار فیجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ والاعیاد ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین

ترجمہ:۔ اور جن ممالک پر کفار والئی ہو وہاں کے مسلمانوں کے لئے جمعات اور عیدوں کا قائم کرنا درست ہے اور قاضی مسلمانوں کے باہمی مشورہ سے قاضی تسلیم قرار پائیگا (شامی جلد ۱ ص ۴۲۷)

گزارش

ادباً گزارش ہے کہ، ٹائپنگ کی غلطیوں کی نشاندہی کے لئے www.moonsighting.org.uk پر رابطہ کریں۔ جزاکم اللہ خیرا